1- مسلمانوں کا قدیم طرزِ تعلیم

ولادت: ۱۸۵۷ء

وفات: ۱۹۱۴ء

شبلیؔ نعمانی

www.ilmkidunya.com

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
قانونِ شریعت کے مسائل کا علم	فقہ	علمِ حدیث کا ایک شعبہ جس میں راویانِ حدیث کے نام اور حالات پر بحث کی جاتی ہے۔	اسماء الرجال
سمجھ	فہم	مختلف کتابوں کے مضامین کا انتخاب کر کے نئی کتاب کر ترتیب دینا	تالیف
مراکش سے تعلق، مشہور ادیب، تاریخ دان اور عالمِ دین	مقّری	فیصلہ، صلح	تصفیہ
ایسی بحث جو کسی قاعدے کے تحت کی جائے	مُناظر	مشہور عرب محدث اور مورّخ	ذہبی
(موضع کی جمع) گاوں، علاقہ	مواضع	وہ بلند مقام جہاں سے سیاروں کی گردش کا مشاہدہ کیا جاتا ہے	رصد خانہ

www.ilmkidunya.com

سر رشتہ	محکمہ	موشگافی	بات سے بات نکالنا، بال کی کھال اُتارنا
صنائع	(صنعت کی جمع)	نحو	کلموں یا جملوں کے اجزاء کو درست جوڑنے کا علم
طبقات	طبقہ کی جمع	نیشاپور	شمال مشرق ایران کا شہر، ایک زمانے میں
طیلسان	پگڑی یا چادر، دھاری دار چادر	معمور	بھرپور، بھرا ہوا، لبریز، آباد
دفعتاً	اچانک، یکایک	عجمی	غیر عرب، جو عربی نہ ہو۔

www.ilmkidunya.com

مشق

سوال نمبر۔ سوالات کے جوابات لکھیں۔

(الف) ۱۴۵ھ سے پہلے مسلمانوں کا طرز تعلیم کیسا تھ؟

جواب: ۱۴۵ھ تک یعنی جب تک تصنیف و تالیف شروع نہیں ہولی تھی جو تعلیم و تعلم تھی، وہ عرب کے سادہ اور نیچرل طرزِ زندگی کے لیے موزوں تھی۔ علوم وہ تھے، جن کو حافظ سے زیادہ تر تعلق تھا۔ بحث طلب مسائل بھی معمولی فہم کی دسترس سے باہر نہ تھے اور طرزِ تعلیم تو بلکل وہی تھا، (یعنی سند و روایت) جو قدیم زمانے سے ان میں رائج تھا۔

(ب) مسلمانوں کے طرز تعلیم کے دوسرے دور پر روشنی ڈالیں۔

جواب: علوم و فنون بہت ترقی اور وسعت سے بڑھے گے۔ مرد، ہرات، نیشاپور، بخارا، فارس، بغداد- مصر، شام، اندس کا ایک ایک شہر بلکہ ایک ایک گاوں علمی صداوں سے گونجا تھا۔ عام تعلیم کے لیے ہزاروں مکتب قائم ہو ے۔ اوسط اور اعلی تعلیم کے لیے مسجدوں کے صحن، خانقاہوں کے حجرے، علماء کے ذاتی مکانات میں جس وسعت اور فیاضی کے ساتھ علم کی تربیت ہو رہی تھی۔ بڑے بڑے عالمی شان قصر و ایوان میں بھی جو پانچویں صدی کے آغاز میں اس غرض سے تعمیر ہوے، اس سے کچھ زیادہ نہ ہو سکی۔

(ج) مسلمانوں کے تیسرے دور تعلیم میں کیا خرابیاں پیدہ ہو گئیں؟

جواب: پہلے اور دوسرے دور میں زیادہ تر فن کی تعلیم ہوتی تھی۔ لیکن تیسرے وور نے کتابی تعلیم کی بنیاد ڈالی، جس میں اصلی مسائل سے زیادہ کتاب کی عبارت اور ان کے متعلقات سے بحث ہوتی تھی۔ ان مدرسوں میں فلسفہ و منطق کی تعلیمکا بہت کم اہتمام تھا اور اکثر نا مور مدرسوں میں ان علوم نے رسائی نہیں پائی۔

(د) مسلمانوں کی تعلیم و تدریس کے مراکز کون کونسے تھے؟

جواب: مدارس، پرایویٹ تعلیم گاہیں اور مساجد وغیرہ شامل ہیں۔

www.ilmkidunya.com

(ہ) تعلیم کے لیے جُداگانہ قانون کس زمانے میں بنایا گیا؟

جواب: مدرسوں کے ختم ہونے نے دفعتاً کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ نصابِ تعلیم قریباً وہی رہا جو پہلے تھا۔ پرائیویٹ تعلیم گاہیں عموماً قائم رہیں اور حق یہ ہے کہ جب تک ان پر کچھ زوال نہیں آیا تعلیم بھی نہایت وسعت سے جاری رہی لیکن رفتہ رفتہ ان مدرسوںمیں خاص خاص قاعدوں کی پابندیاں شروع ہوئیں اور سلطنت عثمانیہ کے زمانے میں تو گویا تعلیم کا ایک جداگانہ قانون پاس کیا گیا۔

سوال نمبر ۲۔ خالی جگہ پر کریں۔

(الف) علوم وہ تھے جن کو حافظ سے زیادہ تر تعلق تھا۔

(ب) مزہبی غلط فہمی کی وجہ سے فلسفہ اور منطق سے ہمدردی نہ تھی۔

(ج) دریائے سندھ کے کنارے تک اسلام حکومت کر رہا تھا۔

(و) مناظرہ کی مجلسوں میں شرکت اعلیٰ تعلیم کے لیے ضروری تھا۔

(م) تیسرے دور نے کتابی تعلیم کی بنیاد ڈالی۔

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل الفاظ پر اعراب لگائیں اور معنی لکھیں۔

معمور، دفتاً، عجمی، غارت گری، مجہتدین

الفاظ	اِعراب	معانی
معمور	مَعْمُوْر	بھرپور / بھرا ہوا / لبریز / آباد
دفتاً	دَفْعَتاً	اچانک / یکایک
عجمی	عَجَمِیَ	عجم کا رہنے والا / غیر عرب، جو عربی نہ ہو۔
غارت گری	غَارَتَ گَرِیَ	لوٹ مار / قتل و غارت / برباد کرنا
مجہتدین	مجتَہِدِین	اجتہاد کرنے والے / بڑے عالم / کتاب و سنت سے دینی مسائل کا حل نکالنے والے۔

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

سوال نمبر ۴۔ موجودہ تعلیمی اور امتحانی نظام کے حُسن و قبح پر ایک مفصّل مضمون لکھیں۔

نظام پاکستان کا موجودہ تعلیمی

تعلیم کسی بھی سماج کی بقا اور ترقی کے لئے ایک ناگزیر عمل ہے۔ انسانی تہذیب کی ارتقا کے ہر دور میں اس کی افادیت کو مخسوس کہا گیا ہے کیونکہ انسان کا تعلق خواہ کسی بھی فلسفہ حیات سے کیوں نہ ہو، اسے اپنی زندگی کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے تعلیم کا سہارا لینا ہی پڑتا ہے۔

موجودہ نظام تعلیم کا حُسن / خوبیاں

کسی ملک کی ترقی کا اندازہ اس کی شرح خواندگی سے لگایا جاسکتا ہے۔ پاکستان میں نظام تعلیم کی دیکھ بھال، نصاب پر تحقیق، نصاب کی تدوین و توثیق، تعلیمی سرمایہ کاری کے فیصلے وفاقی حکومت کی وزارت تعلیم نیز صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

ہمارے یہاں کا نظام تعلیم وہ برطانوی نظام سے اخز کردہ ہے۔ تعلیم نجی اور سرکاری دونوں سطح پر دی جا رہی ہے۔ ابتدائی تعلیم سے میٹرک تک تعلیم مفت ہے۔ کمرہ جماعت میں اور کمرہ جماعت سے باہر فراہم کی گئی تعلیمی

سرگرمیاں، تعلیمی وسائل، تعلیمی مواد، درسی و تدریسی معاونات، طریقہ ہائے تدریس، امتحانی نظام سے لے کر مقاصد تعلیم. اصول تعلیم، تعلیمی پالیسیاں، ضروری قواعد و ضوابط، فنڈز کا تعین، بجٹ، ملکی وصوبائی نیز شہری سطح پر تعلیمی بورڈز کا قیام، ٹیکسٹ بک بورڈز کا قیام، کتب کی ترتیب و تدوین، اشاعت اور ان پر نظر ثانی، سکولوں میسہولیات، تدریسی و کلرک عملے کا تعین، معاوضے اور سہولیات مختص کرنا سمیتدیگر انتظامات تعلیم کا حصہ ہیں۔

نظام تعلیم سے جو ادارے بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر منسلک ہیں ان میں وفاقی وصوبائی وزارتیں، ریگولیٹری انضباطی ادارے امتحانی بورڈز، ٹیکسٹ بک بورڈز، مالیات وغیرہ شامل ہیں۔ درج ذیل جدول میں پاکستان میں موجود تعلیمی اد اروں کے اعداد و شمار موجود ہیں۔

ابتدائی درجے میں پہلی تا پانچویں جماعت، مڈل میں چھٹی تا آٹھویں جماعت، ثانوی تعلیمی درجے میں نویں اور دسویں جماعت کی تعلیم، اعلی ثانوی درجے میں گیارھویں اور بارویں جماعت کی تعلیم شامل ہیں جس کے امتحانات کا انعقاد یونیورسٹی کرتی ہے۔ ماسٹرز کی ڈگری کے حصول کے لیے جامعات میں تعلیم دی جاتی ہے، ماسٹرز کے بعد ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں بھی یونیورسٹی جاری کرتی ہے۔

موجودہ نظام تعلیم کی قباحت/نقائص / خامیاں:

پاکستان میں تعلیم کے حوالے سے ابتر صورت حال پر بات کی جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ نہ حکومت اور نہ ہی عوام اس ضمن میں اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے نقصان کا احساس

کرتے ہیں۔ تعلیم پر سرمایہ کاری ہی قوموں کو عالم میں ممتاز کرتی ہے جبکہ ہم اپنے ملک میں دیکھیں تو تعلیم کے لیے برائے نام بجٹ ہی مختص کیا جاتا ہے۔

پست شرح خواندگی، نظام تعلیم کی بربادی، تعلیمی اداروں میں داخلے کی پست شرح، سرکاری شعبے میں تعلمی اداروں کی کمی، تعلیمی سہولیات کا فقدان تربیت یافتہ اساتذہ کا نہ ہوناہ، غربت، امن وامان کی صورت حال، تعلیمی مساوات کا فقدان، معیاری نصاب کا نہ ہونا، تعلیم کا دینی ودنیاوی دوھڑوں میں منقسم ہونا، سمیت کئی ایسے باہم مربوط مسائل ہیں جو ہماری تعلیمی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلیمی نظام کی اصلاح وسیع پیمانے پر کی جائے۔ تعلیمی نظام کی اصلاح کے سوشل میڈیا، خبروں اور اخبارات میں اکثر تجاویز پیش کی جاتی رہتی ہے لیکن ان سب میں یہ جاننا مشکل ہے کہ کب نظام تعلیم کے کس شعبے یںاصلاح و ترمیم استعمال کی جائے۔ ضروری تو یہی ہے کہ ہر شعبے کی اصلاح کی جائحکومت کو چاہیے کہپیشہ وارانہ اور تکنیکی تربیت پر بھی بھرپور توجہ دے تاکہ ماہر اور ہنر مند نوجوان پیدا ہوں۔

خومی پالیسی یونٹ قائم کیے جائیں جو شب و روز تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے منصوبے تشکیل دیں۔ ان صوبوں کو خصوصی امدادی جائے جو تعلیمی لحاظ سے پستی کا ہیں۔ اگر ان تمام عوامل پر توجہ دی جائے تو تعلیمی شرح میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا اور مثبت نتائج سامنے آئیں گے۔

موجودہ نظام تعلیم کی تباہ کاریوں کے اسباب قابل ذکر ہیں۔

1۔امتحانی نظام تعلیم کا بگاڑ

2۔ تعلیم کے نام پر دوکانداری

3 ۔فنی تعلیم کا فقدان

4۔مقصدیت کا فقدان

5۔ تعلیم کا غیر مناسب دورانیہ

6۔تعلیمی منصوبہ بندی کا فقدان

7۔ غیر تربیت یافتہ اساتذہ کا تقرر

8۔ غیر مساوی نظام تعلیم کی ترویج

9۔ اُردو نظام تعلیم کا غیر فعال ہونا

10۔ طبقاتی نظام تعلیم کی حوصلہ افزائی

11۔غیر مذہبی اصولوں پر مشتمل نصاب تعلیم

12۔تزکیہ اور احسان کا طلبا میں فقدان

www.ilmkidunya.com

13۔نظام سزاکا غیر اخلاقی طریقہ کار

14۔غیر ضروری ٹور اور ورکشاپس کا انعقاد

15۔ تعلیمی اداروں میں تحقیق کافقدان

16۔ تعلیمی اداروں کا باہمی روابط کا 17۔طلباء اور اساتذہ میں پابندی وقت کا فقدان

18۔نظام تعلیم میں کرپشن کا بڑھتا رجحان اور میرٹ کا قتل

19۔ تعلیم اداروں میں گروہی نسلی اور علاقائی تعصبات کا بڑھتا رجحان

20 ۔سرکاری اداروں میں وسائل اور سہولیات کی حددرجہ کمی مثلاً صفائی کے لیے عملہ کی مدم دستیابی ، غیر معیاری فرنیچر پینے کے لیے صاف پانی کی عدم فراہمی اور سکیورٹی کا مناسب انتظام نہ ہونا وغیرہ

21۔کالج، یونیورسٹیوں کی فیس اور دیگر اخراجات میں اضافہ غریب اور متوسط طبقے کے لیے تعلیم کا ممکن حصول اس وجہ سے،بہت ہی ذہین اور ہوشیار غریب بچے اعلی تعلیم سے محروم رہتے ہیں۔

22۔طلباکا حصول علم میں ذوق و شوق کی کمی کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ جائز مقام، عزت اور اہمیت کا فقدان۔

23۔و تعلیمی اداروں کے اساتذہ کوانکی ضروریات کے مطابق ماہانہ معاوضہ نہ دینا۔

24۔حکومت کی جانب سے تعلیمی اداروں کی تعمیر خصوصاً پرائمری، مڈل اور ہائی اسکولوں کی بلڈنگیں نامناسب مقامات

پر تعمیر کرنا

25۔ہمارے تعلیمی اداروں میں اساتذہ کا تقرر سیاسی اور رشوت کی بنیادوں پر کرنا ہمارے تعلیمی نظام کی تباہی کا بڑا سبب ہے۔

26۔اساتذہ کی صحیح تربیت کا نظام نہ ہونا اساتذہ کی تربیت کے لیے ریگولر ٹریننگ سینٹر اور کالجز کی کمی ہے۔

27۔یکساں تعلیمی نظام کا فقدان۔

28۔پرائمری تعلیم کی طرف عدم توجہی نظام تعلیم کی تباہی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر بنیادی تعلیم مضبوط نہ ہوئی تو مزید تعلیمکی منزلیں تعمیر کرنا ممکن اور بیوقوفی والی بات ہوگی۔

29۔دیہات کے پرائمری اور مالی اسکولوں میں اساتذہ کی حاضری نہ ہونے کے برابر ہے۔

30۔تمام تعلیمی اداروں میں ضرورت کے مطابق فرنیچر اور ودیگر سائنس وغیرہ کے آلات میسر نہ ہونا بھی ہمارے تعلیمی نظاملی تباہی کا سبب ہیں ۔

موجودہ نظام کی تباہ کاریوں کا تدارک:

1۔قرآن و سنت پر مبنی نظام تعلیم ملک میں رائج کیا جائے، بنیادی تعلیم سے لے کر اعلی تعلیم تک قرآن و حدیث کی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔

2۔ اسلامی تعلیمات سے آراستہ مدرسین کو نظام تعلیم میں تدریسی مواقع بلا تفریق دیے جائیں۔

3۔ مذہبی، لسانی تعصبات کا خاتمہ ہو اور ایک ہی سلیبس پر مشتمل نظام تعلیم رائج کیا جائے۔

4۔ امتحانی نظام کو آسان بنایا جائے تاکہ جعلی ڈگریوں کے حامل غیر تربیت یافتہ لوگوں کی حوصلہ شکنی ہو۔

5۔ نظام تعلیم میں جدید طریقہ تدریس لازمی قرار دیا جائے۔

6۔ اساتذہ کو ماہانہ وار تربیتی کورس کروائے جائیں۔

7۔ ابتدائی تعلیم میں تربیتی پہلو پر زیادہ زور دیا جائے۔

8۔ جدید طریقہ تحقیق کو نظام تعلیم کا حصہ بنایا جائے۔

تعلیمی معیار کی پسماندگی میں امتحانی نظام کا کردار

یونیورسٹیوں اور دیگر پروفیشنل اداروں میں زیر تعلیم لاکھوں طلبہ و طالبات سال میں کئی بار امتحانی مراحل سے گزرتے ہیں۔

۔ ہر چند ماہ بعد کسی نا کسی امتحانی نتیجے کے بعد طلبہ و طالبات امتحانی نظام کے خلاف سڑکوں پر احتجاج کرتے نظر آتے ہیں۔

انتظامیہ کے نزدیک یہ مظاہرین طلبا کمزور یا نالائق امیدوار ہوتے ہیں جو فیل ہونے پر خوامخواہ اویلا کر رہے ہیں، جبکہ طلبہ

وطالبات کا مؤقف ہوتا ہے کہ پرچوں کی مارکنگ درست نہیں ہوئی، پرچے کے سوالات کورس سے باہر کے تھے،

امتحان کا

وقت کم تھا، یا بدانتظامی کی وجہ سے ان کو فیل کر دیا گیا ہے۔

احتجاج کرنے والے طلبہ و طالبات اکثر انصاف کے لیے عدالتوں کا رخ بھی کرتے ہیں۔ چوں کہ یونیورسٹیوں میں شکایتکے ازالے کا کوئی موثر نظام موجود نہیں اور نہ ہی پاکستان میں تعلیمی محتسب کا ادارہ قائم ہے، سو انصاف کے لیے ہائی کورٹ سے رجوع کیا جاتا ہے۔

ہمارا عدالتی نظام جو کہ پہلے سے ہی مقدموں کا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہے، اس میں ایک اور مقدمے کا اضافہ ہوجاتا ہے۔ آج ہم اس مسئلے کو سمجھنے اوراس کے ممکنہ حل پر غور کرتے ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں موجودہ امتحانی نظام کو سمجھنے کی ضرورت موجوہ امتحانی نظام:

بدقسمتی سے موجودہ جدید دور میں بھی پاکستان کے اکثر اعلی تعلیمی اداروں میں قدیم امتحانی نظام نافذ العمل ہے جو کہ تحریری طرزکا ہوتا ہے۔ امیدواروں کو تحریری صورت میں سوالات کے طویل جوابات دینے ہوتے ہیں۔ ابھی کچھ اداروں میں معروضی طرز پر کثیر الانتخابی سوالات (ایم سی کیوز) کو بھی شامل کیا گیا جو کہ عموماًکُل امتحانی پرچے کا15 سے 20 فیصد ہوتا ہے۔

اس پرانے نظام کے تحت یونیورسٹیاں بڑی محنت سے امتحانی پرچے تیار کرتی ہیں۔ پرچوں کی تیاری، ترسیل اور

www.ilmkidunya.com

امتحان کا انعقاد سخت نگرانی میں ہوتا ہے۔ اگر تو یہ پرچے یونیورسٹی کے کسی ذیلی کیمپس یا کالج میں ہو رہے ہیں تو ضلعی انتظامیہ بھی پاکستان پینل کوڈ کے سیکشن 144 کا نفاذ کرتی ہے اور پولیس بھی امتحانی سینٹر کے باہر سخت نگرانی کرتی ہے۔

امتحانی سینٹر میں امیدوار پرچہ حل کرتا ہے، جس کے بعد اپنے وہ دوبارہ، سخت نگرانی میں یونیورسٹی پہنچے ہیں جہاں اس شناخت کو تبدیل کر دیا جاتا ہے (یعنی رول نمبر والا صفحہ الگ کر کے نیا سیریل نمبر بنایا جاتا ہے)۔ جوابی کاپی کے خالی صفحات پر

خالی ہے، کی مہر لگائی جاتی ہے۔ اس کے بعد ممتحن کو مارکنگ کے لیے جوابی کاپیاں ارسال کر دی جاتی ہے تاکہ بد عنوانی کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے ممتحن حضرات پر طے شدہ اصولوں کے مطابق ان پرچوں کی مارکنگ کرتے ہیں۔ چوں کہ انہیں ادائیگی فی کاپی ان کے حساب سے کی جاتی ہے۔ اس لیے جو ممتحن زیادہ پرچے چیک کرتا ہے، اسے زیادہ معاوضہ ملتا ہے۔ امتحانی پرچے چیک ہو کر دوبارہ یونیورسٹی پہنچتے ہیں، جہاں یونیورسٹی کا عملہ ان پر جائزہ لے کر ایوارڈ لسٹ اور دیگر فہرستیں تیار کرتا ہے۔

فائنل رزلٹ کو ایک کتاب (گزٹ) کی صورت میں شائع کر دیا جاتا ہے۔ اکثر یونیورسٹیوں میں یہ کاغذ پر شائع ہوا ہے۔ لیکن کچھ آن لائن ویب سائٹ پر بھی شائع کر دیتی ہیں۔

www.ilmkidunya.com

موجودہ امتحانی نظام میں خامیاں:

اس نظام میں بہت سی خامیاہیں۔ سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ اس میں وقت بہت زیادہ لگتا ہے۔ خاص طور پر

جب

امیدواروکی تعداد زیارہ ہو تو رزلٹ مکمل کرنے میں کئی ماہ درکار ہوتے ہیں۔ مثلاً بی اے، بی کام، ایل ایل بی اور ایم

اے کے امتحانوں کے نتائج عموماً چار سے چھ ماہ بعد تیار ہوتے ہیں۔

سخت نگرانی کے باوجود بھی یہ امتحانی نظام بدعنوانیوں سے غیر محفوظ ہے۔

اس سارے مسئلے کا حل کیا ہے؟

اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ امتحانی نظام کو باقی ترقی یافتہ ملکوں کی طرح جدید خطوط پر استوار کیا جائے اور جو کام دنیا بھر

کییونیورسٹیاں آن لائن امتحانی نظام کی صورت میں ایک طویل عرصے سے کر رہی ہیں، وہی کام ہمیں بھی اپنے اعلی

تعلیمی اداروں میںرائج کرنا ہوگا۔ جس میں امیدوار کمپیوٹر پہ پیپرز دیتا ہے اور کمپیوٹر آن لائن سرور سے منسلک ہوتا ہے جو

تمام طلباء و طالبات کے سامنے مختلف سوالات پیش کرتا ہے۔

یہ جدید نظام انتہائی موثر ہے۔ اس میں سوالات کی تعداور زیادہ ہوتی ہے۔ جس سے چار سوالوں یعنی چار موضوعات

www.ilmkidunya.com

کے بجائے 50 سے 60 سوالوں کا موضوعات کے ذریعے امیدواروں کی قابلیت کا اندازہ بہتر طریقے سے لگانا ممکن ہو جاتا ہے۔ موثر سوفٹ ویئر نظام ہونے کی وجہ سے اس میں غلطیوں کے امکانات انتہائی کم ہوتے ہیں، غلطیوں کی فوری نشان دہی ہوجاتی ہے اور ان کا فوری ازالہ بھی ممکن ہوا ہے

رُموزِ اوقاف:

رُمز ایما و اشارہ کو کہتے ہیں ،رُموز اس کی جمع ہے جب کہ وقف کے معنی الگ کی ہوئی چیز کے ہیں۔

"گرامر قواعد کی اصطلاح میں اُن علامتوں کو "رموز اوقاف" کہتے ہیں جو دو لفظوں، دو فقروں یا جملوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کریں۔ تحریر میں وقفہ یا ٹھہراؤ کے لیے مخصوص علامات لگائی جاتی ہیں تاکہ مطلب واضح ہو سکے اور تحریر میں اُلجھاو پیدا نہ ہو ، اِن علامات کے استعمال سے قاری کو عمارت سمجھنے اور پڑھنے میں مدد ملتی ہے۔ تحریر میں یہ علامتیں موجود نہ ہوں تو پوری عبارت صرف مسلسل الفاظ کا مجموعہ بن کر رہ جاتی ہے۔

اِن علامات کو مختلف مشقوں میں مع تعریف شامل کیا گیا ہے

رابطہ: (:)

اس کا استعمال وہاں ہوتا ہے جہاں جملے کی کسی سابق بات کا خیال کی تشریح یا تصدیق کی ضرورت ہو۔.

بقول شاعر: آدمی کو صاحب کردار ہونا چاہیے۔

کسی مختصر مقولے یا کہاوت کو بیان کرنا ہو یا تمہیدی جملے کے بعد یہ علامت آتا ہے۔.

سالک صاحب نے کیا خوب کہا ہے: تندرستی ہزار نعمت ہے۔

دو ایسے جملوں کے درمیان جو ایک دوسرے کی ضد ہوں لیکن دونوں مل کر جملہ پورا کریں۔

مثلاً:- انسان چل سکتا ہے: اُڑ نہیں سکتا

تفصیلیہ:(:-)

یہ لفظ تفصیل سے نکلا ہے۔ جس کے معنی، تشریح کرنا یا فہرست کے ہیں۔ یہ علامت وہاں لگائی جاتی ہے جہاں مثال، فہرست یا کوئی تفصیل بیان کرنی ہو مثلا:-

لائبریری کے لیے خریدی گئی کتابوں کی تفصیل یہ ہے:- دیوانِ غالب ،کلیاتِ اقبال، نسخہ ہائے وفا۔ آپ گُم کسی عبارت میں مثال پیش کی جائے۔ مثلا:- حروفِ اضافی سے ملنے والے مرکبات کو مرکباتِ اِضافی کہتے ہیں۔

مثلا:- خالہ کا گھر، گاڑیوں کا ورکشاپ وغیرہ

جب کسی عبارت میں تفصیل لکھنی ہو تو بھی تفصیلیہ لگاتے ہیں جیسے :-

www.ilmkidunya.com

ذرا میری رُوداد سنو:-میں ٹھیک نو بجے گھر سے نکلا، بس سٹاپ پر کھڑا ہوا --------

سوال نمبر۵۔ درج بالا علامات کو استعمال کرتے ہوئے ہر علامات کی دو دو مثالیں دی۔

جواب: وقفہ (؛):

1)۔ان کی علامت (؛) ہے۔ جب سکتے سے زیادہ ٹھہرنے کی ضرورت ہو وہاں وقفہ استعمال کیا جاتا ہے۔

اس کا استعمال درج ذیل مواقع پر ہے

1۔ جملے کے لمبے لمبے اجزاء کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنے کے لیے۔

2۔ جملے کے مختلف اجزاء پر زیادہ تاکید دینے کے لیے جیسے "تم آؤ گے، تو ہمیں خوشی ہوگی؛ نہ آؤ گے تو صبر کر لیں گے۔"

2)آج کل انسان کا مذہب خودغرضی اور مادہ پرستی ہے؛ دغہ بازی اور فریب کاری اِس کا شیوا ہے۔

3)نیکی کر؛ دریا میں ڈال

رابطہ (:):

1۔ ہماری تو ایک ہی رائے ہے: دین کو اپنا شعار بناؤ 2۔ کیا خوب مقولہ ہے: اتفاق میں برکت ہے۔

www.ilmkidunya.com

تفصیلیہ (:-)

1۔علامہ اقبان کی کتابوں کی فہرست درج ذیل ہے:-   2۔انٹرنیٹ کے فوائد اور نقصانات:-

سکتہ(:):

اس کی علامت (،) ہے۔ جہاں کم ٹھہرنا ہو وہاں یہ علامت استعمال کی جاتی ہے۔

جیسے احمد نے سیب ،کیلے ، انگور اور انار خریدے۔

www.ilmkidunya.com